

تَقْدِيرٌ وَ تَبْصِرَةٌ

معنف شیخ عبدالحق محدث دہلوی

روضات

متوجه مولی شاہ اللہ ندوی۔ ناشر ادارہ تحقیق و تصنیف۔ ۱۹۷۸ء۔ وجہ آباد کراچی ۱۵
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ذات گرامی بر صیریکی ان چند علیم شنوندیوں میں سے جسے جن
کے علمی فیوض میں اس سر زین میں علوم دینی کو عنیز معمولی فروغ حاصل ہوا اور تقویت اور
شریعت میں ہم آہنگ پیدا ہوئی۔ حضرت شیخ عبدالحق نے بڑی طویل عمر پائی۔ اور یہ ساری عمر
درس و تدریس اور تضییف و تالیف میں صرف کی۔ حضرت سلیم شاہ سوری کے عہد حکومت میں
۱۵ دسمبر ۱۹۷۷ء پیدا ہوئے، اور مثل شہنشاہ شاہ جہاں کے سو ہویں سال جلوس میں ۱۹۷۷ء
میں آپ کا انتقال ہوا۔

زیر نظر کتاب میں فارسی متن اور اس کا اردو ترجمہ ہے۔ اس فارسی متن کے پارے
میں مقدمہ رکار جناب مفتی اشظام اللہ شہابی نے لکھا ہے کہ ”اس رسالہ کو حضرت شیخ کی
لسمانیت میں شمار کرنے کے لئے داخلی شہادتیں موجود ہیں“ اس کا تلفی نسخہ جس سے ترجمہ کیا گیا
ہے، ۱۹۷۷ء کھاگلی ہے۔ اور اس میں روضات کو حضرت شیخ کی تصنیف بتایا گیا ہے۔ روضات
کی وجہ تصنیف حضرت شیخ نے یوں بیان فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں۔

”بعض کم ہمت لوگ شریعت اور طریقت کو مخالف سمجھ کر شک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور
علماء دعویار کو ایک دستیک کا مخالف سمجھ کر پریشان ہوتے ہیں۔ بعض لوگ عارفوں سے
اعقیدت رکھتے ہیں اور علماء کے عقائد کے منکر ہو کر علمی دن کے گروہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اور
بعض علماء کے معتقد اور صوفیوں کے منکر ہو کر ان انه ہوں میں شامل ہو جاتے ہیں، جن کی شان

من کان فی هذہ الاعنی فھوی الآخرۃ اعنی

چنانچہ جہاں تک ممکن تھا، علم حقیقت اور شریعت کی مطابقت کے لئے چند روزہ بیان کئے گئے ہیں تاکہ ولود گروہ ایک دوستکار کے قال اور معتقد ہو کر مخدود ہو جائیں اور ایک دوستکار کا الکارہ کریں۔ شریعت دلیریقت کو ایک سمجھیں اور ایک دوستکار کا مخالفت نہ جیال کریں۔“
ظرفِ زمانات کی تضییغ کا مقصد شریعت دلیریقت میں مطابقت کرتا ہے۔ اور حضرت شیخ عبدالحق سے پہت پہلے سے اور ان کے بعد بھی ان بزرگوں کی طرف سے جو بیک وقت عالیٰ بھی تھے، اور عالم بھی اس قسم کی کوششیں برایہ یاری ہوتی رہی ہیں۔

اس سلسلہ میں حضرت شیخ نے یہ بینادی اصول مقرر فرمایا ہے:- ”جو امر شریعت میں خوب ہے، وہ طریقت میں محبوب ہے۔ اگر شریعت اسے پسند نہیں کرتی اور وہ بُرًا ہے تو یہاں دلیریقت میں، بھی مردود ہے۔۔۔۔۔

شریعت چراغ است در راه دین
منور نور شش زمان و زمین
کہ در نہادت رہ پیش خرد ز نور شش عیاں می شود نیک و بد
حضرت شیخ نے اس امر کی تردید فرمائی ہے، کہ شریعت کا تعلق محض ظاہر ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اجراء احکام شرع کی دل صورتیں میں ایک کا تعلق فاق سبھے اور دوسری کا تعلق خدا کے ساتھ ہوتا ہے۔

تجید ذات الہی کا دل سے لفین کرنے کا کیا مطلب ہے۔ اس کی وضاحت یوں کی گئی ہے۔ آیا یقین کہ اس کے سوا عالم میں کہہ سکتے ہیں ای ہیں اور تمام چیزیں جو نظر آتی ہیں وہ پہ اعتبار حقیقی نہیں بلکہ نجاذی ہیں جو تعبینات متنوعہ حق سے عبارت ہیں۔ عین حق کے ساتھ ہیں اور وہ حق ہتھی مطلقاً ہے۔۔۔۔ اس صورت میں اس طرح لفین کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ذاتِ جمیع عالم کو منظہر ذاتِ حق سمجھے اور سب کی صفات کو منظہر صفات حق جیال کرے، جب اس پر لفین ہو گا تو تمام اقوال، افعال، حرکات و سکنات، صفات و غاصبات کو اپنی اور فلقِ خدا کی طرف منسوب نہ کرے گا، بلکہ تمام افعال کو حق تعالیٰ کا ارادہ و فعل سمجھے گا۔

یہ کائنات اسی ذات حن کا پرتو ہے، لیکن ذات حق اس کائنات کی ہرشے سے منزہ اور پاک ہے اس کو روشنات میں یوں بیان فرمایا گیا ہے۔

”معائش و شہود کی رو سے قطبِ لعلق یہے کہ غیر خدا سے نظر ہٹا کر تمام اشیاء، کو خدا کا مظہر ہے اس سبھی علگہ حن کو ملودہ گردیکھے اور مادائیت شیئاً لا درائیتہ نیسے کے باعث سے مشاہدہ کا پھول چنے۔ ہر چیز میں اسی کو ملودہ گردیکھے۔ یعنی جن چیز پر نظر پڑے، اس کے بارے میں یہ سوچے کہ اللہ اس شے کی صفت سے مقدس اور معزز ہے۔ ہاں اس کا تقدیر اس صفت سے روشن اور ہبیدا ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی خیال کریے کہ جس طرح اول میں وہ اس صفت سے پاک اور منزہ تھا، آج بھی اسی طرح پاک و منزہ ہے۔“

شریعت، طریقت، اور حقیقت کی ایک مقام پر بوجوں و مفاسد فراہی ہے۔ سمجھتے ہیں۔ قرآن پاک اور حدیث شریعت میں جو کچھ ہے، اور جن بالدوں پر علماء کا اجماع ہے، وہ شریعت ہے۔ اور انہیں اعمال کو تقویٰ اور احتیاط سے بجالانا طریقت ہے۔ اہمان اعمال کی برکت سے جو کوائف حاصل ہوتے ہیں، وہ حقیقت ہے۔

اس سوال کا کہ ”شریعت و طریقت میں کیا فرق ہے؟“ حضرت شیخ نے یہ جواب دیا ہے۔

”..... شریعت عام اور طریقت خاص یعنی طریقت شریعت میں داخل ہے اور شریعت شامل طریقت ہے۔“ اس کی تائید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کیا گیا ہے:- ”شریعت میرے اقوال ہیں۔ طریقت میرے افعال اور حقیقت میرے احوال“ اس کے بعد فرماتے ہیں:- ”لپن اتوال افعال کے تحت ہیں۔ جن اتوال پر آپ نے عمل فرمایا ہے، انہیں کی اتباع کا حکم دیا ہے، تو آپ کے افعال کی متابعت ثابت ہو گئی۔ اب ہے آپ کے اتوال تو افعال اتوال ہیں داخل ہیں اب چونکہ افعال و اتوال میں اتحاد ثابت ہو گیا تو شریعت و طریقت میں بھی اتحاد لازم آیا۔“

حضرت شیخ انہیں نادان بناتے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ شریعت رونہ، نماز، زکوٰۃ، حج کا نام ہے۔ انہیں خبر نہیں کہ شریعت خدا در رسول فنا صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام پر عمل کرنے کا نام ہے، جس میں طریقت بھی شامل ہے۔“

اس عالم میں جو کچھ ہے حق ہے۔ اور حق اور خلق کا فرق حقیقی نہیں محسن اعتباری ہے، یہ تعریف کا بڑا دلیل اور ناک مسئلہ ہے۔ اور عام طور پر اہل شریعہ اور اہل طریقت میں یہ مسئلہ مابہ نزاٹ رہا ہے۔ الگ حق اور خلق میں شریعہ حقیقی نہیں، تو ایک مبتدو و سراغبہ اور ایک آخر دوسرا ماموریکوں۔ حضرت شیخ اس کا جواب یوں دیتے ہیں

یہ سوال کہ ”شریعت میں خلق کو غیر حق اور طریقت میں عین حق کہتے ہیں، تو دونوں کے اختلاف میں موافق ہے کیونکہ واقع ہوگی اور مخالفت کیسے رفع ہوگی۔“ اس کا جواب یہ ہے : ”شریعت میں خلق کو جو غیر حق ” مقرر کیا ہے، اس سے غیریت مجازی مراد ہے۔ اور مجازی غیریت عینیت حقیقی کے منافی نہیں ہے..... اور حقیقت میں خلق کو جو عین حق کہتا ہے اس سے عین، عین حقیقی مراد ہے نہ کہ عین مجازی پس اس معنی میں خلق باعتبار حقیقت میں حق ہے اور باعتبار صورت و مجاز غیر حق ہے ...“

حضرت شیخ نے عینیت اور غیریت کو مندرجہ ذیل مثال سے واضح فرمایا ہے۔

”ایک زبردست بھروسے، جس کی نہ اپنی انتہا معلوم ہے، نہ عرض و عمق کی وسعت اور ایک چھوٹی نہر اس سے نکل کر ایک طرف رواں ہوئی۔ پس حقیقت کے اعتبار سے وہ نہر عین بھروسے، کیونکہ یہ اسی بھروسے نکلی ہے“

اب ایک لحاظ سے یہ نہر عین بھروسے، کیونکہ اس کا وجود اس بھروسے ہے اور ایک لحاظ سے بغیر بھروسے کہاں یہ بھرا دکھاں یہ نہر۔ ارشاد ہوتا ہے : ”یکن جو شخص بھر کو عین نہر سمجھتا ہے اور ذات و صفات کے اعتبار سے بھی کوئی فرق نہیں کرتا، باہل ہے۔ عقل میثے نا بلہ ہے کیونکہ فرق بالمشاهدہ موجود ہے۔ پس مذکورہ مذہم و مردود ہے۔ اور پس دینوں کا یہی مذہب ہے۔ اور جو شخص یہ چانتا ہے کہ یہ نہر اس بھروسے نہیں نکلی ہے۔ بلکہ اس کا اپنا وجود عیین ہے، وہ غالباً ہے اور بصیرت نہیں رکھتا۔

گرچہ عالم قطرہ انکر ذات بطلق است
دریمان بحر و قطرہ فرق دیدن اذ حق آت
یعنی فرق انگاشتن برہر دلن ملحوظ است
غیر دیدن یکد گر لائز باشک ادقیق است
.... اس سے یہ نہ سمجھ دکہ ذات حق کی ہے اور خلق اس کا جزو جیسا کہ ہر بھر کا جزو ہے

حقیقت اتنی کامنہ ہو رہے ہیں۔

اس مختصر سے رسائل میں ان معارف پر بحث کی گئی ہے۔ اور ذریجے کی زبان بڑی روان ہے اور اگرچہ سائل بڑی دقیق ہیں، لیکن فاضل مترجم نے ان کو قابل فہم انداز میں پیش کیا ہے۔ کتابت اور طباعت بڑی معمولی۔ اور کتاب کو عام کا غیر چھاپا گیا ہے۔ ضمیمت ۰۰ م ۱ صفحے۔ قیمت ڈھانی روپے۔

ماہِ نامہ الحج (ضیغ پشاور) سے شیخ الحدیث مولانا عبد الرحمن بالی دہشم دارالعلوم حقانیہ کی تحریر پر مشتمل شائع ہوتا ہے۔

اس وقت ماہِ نامہ الحج کی جلد بہرا کا چونھا دپا بخواں شوارے ہمارے پیش نظر ہے۔ الحج کی سب سے پہلی چیز جو قاری کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے، وہ اس کی اچھی کتبت و طباعت اور اس کا بڑی خوش سلیمانی سے مرتب کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کی دوسری دل کو کھینچنے والی چیز اس کے مندرجات ہیں، اور اس سلسلے میں خاص بات یہ ہے۔ مقامین بلند پایہ علمی معیار کے علاوہ ان کی زبان اور ان کا اسلوب بیان بڑا مشتمل اور بخفاہ ہوا ہے۔

نیز شذرات میں دوسری سائل پر بڑی سمجھی گئی تھیں اہم جیال کیا جاتا ہے۔ یہ شذ "فترا در دار ما شفند" پر ہمارے تمام دینی رسائل نے تبصرہ کیا ہے، لیکن الحج نے اس پر جس طرح رائے زندگی کی ہے، ہمارے خردیک اس میں دوسرے تمام رسائل سے کہیں زیادہ صحیح اسلامی نکاح کی ترجیحی کی گئی ہے۔ اس شذرے کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

"شاشفند کا نفرنس بخیر و خوبی منعقد ہوئی۔ اور دو ہمایہ ملکوں کے تعلقات اور امن و

سکون کی بجائی کے اعلان پر ختم ہوئی۔ امن و سلامتی اور یا ہمی صلح و خیر کمال سے

کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ پھر مسلمان جس کے دین و کل پھر کی بیان دیں، ہی امن و سلامتی

پر استوار کی گئی ہیں، جس کا منہب امن و اسلام کا علمبردار اور ظلم و فساد بتاہی"

بہر بادی کی مظلومتوں میں سرگردان انسان کے لئے ابھی سکون دھین کا پیغام

ہے کہ آیا نجا۔ تمام مذاہب کالم میں صرف اسلام ہی کا طغراۓ امیانہ کے